29A

تاریخِ پاکستان

1947 - 2008

شیخ محمد رفیق

29B

جملہ حقوق محفوظ

اہتمام	چودھری فہد علی کمبوہ
کمپیوٹر کمپوزنگ	غلام مصطفیٰ بھٹی
سرورق	ریحان شکیل: نیو آئی جی سکین
طباعت	حیدری پریس
اشاعت	2020 2021
تعداد	1100
قیمت	600/- روپے

29C

گورنر کا عہدہ سنبھالا وہ مارشل لاء کے نفاذ 4 جولائی 1977ء تک اس عہدے پر فائز رہے اس دوران کا ایک اہم واقعہ عبدالصمد اچکزئی صدر نیپ پختون خواہ کا قتل ہے۔ وہ 2 دسمبر 1973ء کو کوئٹہ میں سوتے ہوئے قتل کر دیئے گئے اور پہلے سیاسی قتلوں کی طرح ان کے قاتلوں کا بھی سراغ نہ لگایا جا سکا۔

نیپ پر پابندی: بلوچستان اور سرحد میں نیپ کی حکومتوں کے خاتمے کے بعد وہاں جو عوامی رد عمل ہوا اسے بغاوت قرار دے دیا گیا تھا صوبہ بلوچستان میں فوجی کارروائی ہو رہی تھی۔ فروری 1974ء میں پختون زلمے اور بلوچ ورما کو خلاف قانون قرار دیا جا چکا تھا اس کے باوجود ان دونوں صوبوں کی صورت حال پوری طرح قابو میں نہیں آ رہی تھی۔ 1974ء کے آخر میں تخریب کاروں نے پاکستان بھر میں بموں کے دھماکے کرنے شروع کر دیئے بالخصوص صوبہ سرحد و بلوچستان میں امن وامان کی صورتحال بہت خراب ہو گئی۔ 1975ء کے آغاز میں صوبہ سرحد کے سینئر وزیر محمد حیات خان شیرپاؤ پشاور یونیورسٹی، ہسٹری سوسائٹی کے افتتاح کی ایک تقریب میں بم کے دھماکے کی وجہ سے انتقال کر گئے۔ عوامی حکومت نے اس سانحہ کی ذمہ داری نیشنل عوامی پارٹی پر ڈال کر اس پر پابندی لگا دی اور اس کے جو قابل ذکر لیڈر آزاد تھے وہ بھی جیل بھیج دیئے گئے اس اقدام کے بعد حکومت نے اس مسئلہ کو سپریم کورٹ کے حوالے کر دیا کہ وہ رائے دے کہ کیا نیپ پر پابندی لگائی جانی ضروری تھی یا نہیں سپریم کورٹ نے خفیہ دستاویزات بھی ملاحظہ کیں اور بالآخر فیصلہ حکومت کے حق میں دیا بعد ازاں ولی خاں، اور ان کے ساتھیوں پر حیدر آباد میں سپیشل ٹریبونل میں مقدمہ شروع کر دیا گیا۔

قادیانی مسئلہ کا حل: جناب ذوالفقار علی بھٹو کا اہم ترین کارنامہ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینا اور ان کے لٹریچر کی اشاعت پر پابندی ہے اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ 29 مئی 1974ء کو نشتر میڈیکل کالج کے طلبہ جن کا تعلق اسلامی جمعیت طلباء سے تھا ایک تفریحی سفر پر ربوہ اسٹیشن سے گذرے تو قادیانیوں نے ان پر حملہ کر کے ان میں سے بعض کو شدید زخمی کیا انہیں اس کی ہمت اس وجہ سے ہوئی کہ ان کا اثر و رسوخ ملک میں بہت بڑھ چکا تھا انہوں نے انتخابات میں پیپلز پارٹی کی حمایت کی تھی اور بہت سے قادیانی پیپلز پارٹی کے ٹکٹ پر ارکان پارلیمنٹ بھی منتخب ہوئے تھے نیز فوج اور سول کے بہت سے اعلیٰ عہدیداران قادیانی تھے۔ بہرحال ملک میں ان کے اس ظلم کے خلاف احتجاج شروع ہوا۔ اسلامی جمعیت طلباء نے عوام کے تعاون سے تعطیلات موسم گرما میں بھی اپنی تحریک کو جاری رکھا۔ بھٹو صاحب نے دانش مندی سے کام لیتے ہوئے اسے پارٹی پالیٹکس کا مسئلہ نہ بنایا بلکہ ارکان کو اپنے ضمیر کے مطابق رائے دینے کی اجازت دے دی۔ قومی اسمبلی نے حکومت کی تحریک پر اپنے آپ کو ایک خصوصی کمیٹی میں تبدیل کر لیا جس کی کارروائی صیغہ راز میں رکھی جاتی تھی ملک میں اس مسئلہ پر مزید بحث و تمحیص اور تبصروں کی ممانعت کر دی گئی تاکہ تصادم

کی فضا پیدا نہ ہو سکے۔ قادیانیوں کے سربراہ مرزا ناصر احمد اور لاہوری پارٹی کے قائدین کے بیانات قومی اسمبلی کے ارکان نے خود سنے ان سے وضاحتیں طلب کیں اس طرح خوب غور و خوض کے بعد 7 ستمبر 1974ء کو قومی اسمبلی نے انہیں غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا اسی شام سینٹ نے اس فیصلہ کی توثیق کر دی اور صدر مملکت نے بھی بل پر دستخط کر دیئے یہ فیصلہ پوری قومی اسمبلی نے اتفاق رائے سے کیا صرف احمد رضا قصوری نے اسمبلی کا بائیکاٹ کیا۔

قادیانی مسئلہ کے حل کے سلسلے میں پیپلز پارٹی میں آخر وقت تک اختلاف رائے تھا لیکن حزب مخالف کی جماعتوں کی طرف سے دباؤ ملک گیر تحریک اور نازک مذہبی جذبات کے پیش نظر بالآخر ذوالفقار علی بھٹو نے تحریک کو سختی سے دبانے کی بجائے اس مسئلہ کو دستوری طور پر حل کر کے کریڈٹ لینے کی پالیسی پر عمل کیا (اس جدوجہد میں طلبہ کی پیہم کوششیں قابل تحسین ہیں) یہ بات حیرت ناک ہے کہ بھٹو صاحب کے اس فیصلے کے باوجود قادیانی جماعت نے 1977ء کے انتخابات میں پھر بھٹو کا ساتھ دیا اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ جماعت ان کو اپنا اصل مخالف تصور نہیں کرتی تھی۔

آزاد کشمیر میں انتخابات: صدر آزاد کشمیر سردار عبدالقیوم خان نے اسلامی قانون نافذ کرنے کا آغاز کر دیا انہوں نے قومی لباس کے فروغ کی بھی کوشش کی ان کا رجحان سوشلزم کی بجائے اسلام کی طرف تھا اور جناب بھٹو کو "مولوی" کی حکومت پسند نہ تھی انہوں نے خان عبدالقیوم خان کی وساطت سے سردار صاحب سے استعفیٰ طلب کر لیا لیکن سردار صاحب نے اپنی اصلاحات کی وجہ سے عوام میں جو مقبولیت حاصل تھی اس کی بنا پر انہوں نے مستعفی ہونے سے انکار کر دیا اور لکھا کہ "عوام کے منتخب کردہ شخص کے خلاف غیر جمہوری اور غیر آئینی طریقوں پر مرکزی حکومت کا عمل پیرا ہونا ایسا ہی ہے جیسے ایک ماں اپنے بچے کو خود کھا جائے ــــ مجھے معاف کریں اگر میں یہ کہوں کہ ذلت و رسوائی کے ایک دردناک عمل سے گذرنے کے باوجود آپ لوگوں نے کوئی سبق حاصل نہیں کیا میرا تو جو ہو گا سو ہو گا۔ مگر آپ لوگوں کا حشر اتنا عبرت ناک دکھائی دیتا ہے کہ تاریخ میں شاید ہی اس کی مثال ملے اس وقت بھی کیا رہ گیا ہے۔ جس کے لئے آپ اس قسم کی گھناؤنی سازشیں کر رہے ہیں...... سرحد و بلوچستان کے بعد میں اپنی باری کے انتظار میں تھا...... میں بڑے ادب سے کہتا ہوں کہ آزاد کشمیر جیسے نازک اور حساس علاقے میں وہ ڈرامہ نہ دہرایئے جو دوسری جگہوں پر رچایا جا چکا ہے" انہوں نے الزام لگایا کہ ان کی مخالفت کا اصل سبب ان کی اسلامی نظام کے نفاذ کی کوشش ہے۔

پیپلز پارٹی 1971ء ہی سے "آزاد کشمیر آپریشن" شروع کر چکی تھی اب سردار ابراہیم وغیرہ کو ساتھ ملایا جا چکا تھا چنانچہ اپریل 1975ء میں فیڈرل سیکورٹی فورس نے آزاد کشمیر اسمبلی کو گھیرے میں لے لیا اور اندرونی و بیرونی دباؤ سے اسے سردار عبدالقیوم خاں کے خلاف قرارداد عدم اعتماد پاس کرنے پر مجبور کر دیا (اجلاس میں صرف 17 ارکان شریک تھے) صدر آزاد کشمیر کو ایوان صدر میں محصور کر دیا گیا تھا۔ ٹیلی فون کے تار کاٹے جا چکے تھے۔ وسط سال میں آزاد کشمیر میں عام انتخابات

تعلیمی پالیسی کی تشکیل نو مستقبل کے معماروں کی تعلیم و تربیت کو قومی زندگی میں جو اہمیت حاصل ہے وہ محتاج بیان نہیں۔ بالخصوص پاکستان جو ایک نظریاتی مملکت ہے۔ اس بات کی اشد ضرورت ہے کہ ایسا نظام تعلیم تشکیل دیا جائے جو طلبہ کے فکر و عمل کو اسلام کے رنگ میں رنگ سکے۔ جنرل ضیاء الحق مرحوم نے اس طرف بھی توجہ دی۔ اس سلسلے میں 3 جون 1981ء کو قومی تعلیمی کونسل کا اجلاس ہوا۔ اس کا افتتاح جنرل ضیاء الحق نے کیا۔ اس میں انہوں نے نجی شعبہ میں تعلیمی ادارے قائم کرنے کی حوصلہ افزائی کے عزم کا اعلان کیا۔ تعلیمی اداروں میں منشیات اور سیاست بازی کے رجحان پر تشویش ظاہر کی۔ اس نقطہ نظر سے ضیاء دور کے حسب ذیل اقدامات قابل ذکر ہیں۔

- تمام نصابی کتب پر اسلامی نقطہ نظر سے نظر ثانی کی گئی اور ان سے اسلام اور نظریہ پاکستان سے متصادم مواد نکال دیا گیا۔
- مطالعہ پاکستان اور اسلامیات کو میٹرک سے ڈگری کلاسز تک لازمی مضمون کی حیثیت سے شامل نصاب کیا گیا۔ انجینئرنگ اور میڈیکل کالجوں اور دیگر ٹیکنیکل اداروں میں بھی اس کو رائج کیا گیا۔
- دینی تعلیم کو سرکاری سرپرستی حاصل ہوئی اور دینی مدارس کی سندات کو سرکاری سطح پر تسلیم کیا گیا۔
- چھٹی جماعت سے آٹھویں جماعت تک عربی کو لازمی مضمون کی حیثیت دی گئی۔

اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد کا قیام حکومت پاکستان اس سے پہلے بھی بہاولپور میں ایک اسلامی یونیورسٹی قائم کر چکی تھی۔ ضیاء دور حکومت میں اسلامی نظام زندگی کے مختلف پہلوؤں کی اعلیٰ سطح پر تعلیم بالخصوص فقہ اور قانون شریعت پر ریسرچ کے لئے اسلام آباد اسلامی یونیورسٹی قائم کی گئی۔ جس نے 2 جنوری 1981ء سے فیصل مسجد میں اس مبارک کام کا آغاز کیا۔

قادیانیوں کے بارے میں فیصلہ قادیانیوں کو بھٹو حکومت ہی نے اقلیت قرار دے دیا تھا لیکن انہیں اس سے کچھ زیادہ فرق نہیں پڑا تھا۔ اس لئے کہ وہ مسلمانوں والے نام رکھتے تھے، اپنے آپ کو مسلمان کہتے تھے اور بدستور اسلام کے پردے میں اپنے مذہب کی تبلیغ کر رہے تھے۔ 1984ء کو ضیاء حکومت نے ان کے ہم رنگ زمین دام کو ختم کرنے کا فیصلہ کیا اور 26 اپریل 1984ء کو امتناع قادیانیت آرڈی ننس جاری کیا جس کی رو سے انہیں شعائر اسلام کے نام استعمال کرنے سے منع کر دیا گیا مثلاً اپنی عبادت گاہ کو مسجد نہیں کہہ سکتے نہ اسے مسجد کی شکل دے سکتے ہیں۔ وہ اپنی عبادت گاہ کے لئے پکار کو اذان نہیں کہہ سکتے اور نہ وہ مرزا غلام احمد کے ساتھیوں کو صحابہ کرام کہنے کے مجاز ہیں۔ عشرہ مبشرہ خلیفۃ المسلمین اور ام المومنین کی اصطلاحیں بھی وہ مرزا کے ساتھیوں اور بیگمات کے لئے استعمال نہیں کر سکتے۔ اس آرڈی ننس سے

یہ بات واضح ہوگئی ہے کہ قادیانیوں کو اگر پاکستان میں رہنا ہے تو انہیں اپنے آپ کو غیر مسلم تسلیم کرنا ہوگا اور انہیں اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کر کے اپنے مذہب کی اشاعت کا حق نہیں ہوگا۔

زکوٰۃ وعشر کا قانون

موجودہ دور میں معیشت کو جو اہمیت حاصل ہے اس سے کون آگاہ نہیں۔ اسلامی نظام صرف ''حدود'' کا نام نہیں بلکہ معاشی مسائل کے حل کا نام بھی ہے۔ اس سلسلے میں 6 شعبان المعظم 1400ھ بمطابق 20 جون 1980ء بروز جمعۃ المبارک جنرل ضیاء الحق نے فیصل مسجد میں نماز جمعہ ادا کی اور اس کے بعد عوام کو خطاب کرتے ہوئے زکوٰۃ وعشر کے قانون کے نفاذ کا اعلان کیا۔

نظام زکوٰۃ کو کامیاب بنانے کے لئے یہ اعلان کیا گیا جو رقم بطور زکوٰۃ ادا کی جائے گی وہ اس آمدنی میں سے منہا کی جائے گی جس پر انکم ٹیکس لگایا جاتا ہے۔ نیز جس جائیداد یا سرمائے پر زکوٰۃ ادا کی جائے گی اس پر دولت ٹیکس (Wealth Tax) نہیں لگایا جائے گا۔ اس طرح عشر کی ادائیگی کی صورت میں متعلقہ فصل پر مالیہ وصول نہ کرنے کا بھی اعلان کیا گیا۔

یہ نظام زکوٰۃ ''جزوی'' تھا، یعنی جائیداد کے صرف ایک حصہ (بنک میں جمع شدہ رقوم پر) زکوٰۃ لگی اور اس میں بھی استثنیٰ کی اتنی صورتیں تھیں کہ اصل مالدار لوگ زکوٰۃ دینے والوں کے زمرے میں نہیں آتے۔ صرف درمیانے طبقے کے لوگ جو سیونگ اکاؤنٹ پر رقوم جمع کرواتے ہیں وہی زکوٰۃ ادا کرنے کے پابند ہیں۔ فارن کرنسی اکاؤنٹس اور کرنٹ اکاؤنٹس میں سے زکوٰۃ منہا نہیں ہوتی۔

عشر کی وصولی کا آغاز 1983ء میں ہوا۔ یہ طے کردیا گیا کہ اس زمیندار کی پیداوار سے عشر وصول کیا جائے گا جس کی سالانہ پیداوار 948 کلوگرام گندم کی مالیت سے زیادہ ہو۔ مزارعین کے حصے کی پیداوار اس مد میں شامل نہ تھی۔ طے کیا گیا کہ جس زمین کی پیداوار میں سے عشر وصول کیا جائے گا اس کا مالیہ معاف ہوگا۔

سودی نظام میں اصلاحات

سود کے خاتمے کے لئے تحویل میں چلنے والے بعض اداروں (انڈسٹریل کارپوریشن آف پاکستان، این آئی ٹی اور ہاؤس بلڈنگ فنانس کارپوریشن) کو طے شدہ سود کی بجائے شراکت کے اصول پر منظم کیا گیا۔ یکم جنوری 1981ء سے تمام بنکوں میں نفع ونقصان کی شرکت کے اکاؤنٹ (P.L.S) کھولنے کا اعلان کیا گیا۔

1984-85ء میں تمام سیونگ اکاؤنٹس کو پی ایل ایس (P.L.S) اکاؤنٹس میں تبدیل کردیا گیا۔ بظاہر سودی کھاتے ختم ہوگئے لیکن عملی طور پر پی۔ ایل۔ ایس پر طے شدہ منافع ملنے لگا۔ عملاً نظام زکوٰۃ پر عوام کا اعتماد بحال نہ ہوسکا اور بہت سے لوگ یکم رمضان [illegible] ی زکوٰۃ کی کٹوتی سے بچنے کی تدابیر اختیار کرتے ہیں۔

نفاذ اسلام کے حوالے سے صدر ضیاء الحق مرحوم کی شخصیت اب [illegible] ہے۔ وہ لوگ

معاشرتی فلاح و بہبود کے کاموں میں لگانے کی پالیسی بھی طے کی گئی۔ یعنی حکومت کو ضبط شدہ دولت، ناجائز کمائی ہوئی دولت اور غلط طریقے سے بنائی گئی جائیدادوں کو قومی ملکیت میں لینے کا حق دیا گیا اور پارلیمنٹ کو جائیداد کی حد مقرر کرنے کے لئے قانون سازی کرنے کا حق بھی دیا گیا۔ اس سے بھٹو حکومت کی قومیانے کی پالیسی (Nationalisation Policy) کو جواز ملا اور مستقبل میں بھی اس کا امکان موجود رہا۔

فلاحی ریاست دستور 1973ء میں رہنما اصولوں میں عوام کی فلاح و بہبود کے جو امور گئے ہیں ان سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ دستور سازوں کا مقصد پاکستان کو ایک فلاحی ریاست بنانا تھا۔ دستور میں حسب ذیل امور کا وعدہ کیا گیا ہے۔

پسماندہ عوام اور علاقوں کی ترقی ان کی اقتصادی حالت بہتر بنانا تعلیم کا فروغ اور ناخواندگی کو کم سے کم وقت میں ختم کرنے کی سعی، ثانوی درجے تک لازمی اور مفت تعلیم، کام اور روزگار کے مواقع فراہم کرنا، تفریح کے مواقع فراہم کرنا ملازمین کے لئے سوشل انشورنس، عوام کے معیار زندگی کو بلند کرنے اور معذوروں کو بنیادی ضروریات فراہم کرنا، سماجی برائیوں کا خاتمہ، عصمت فروشی، قمار بازی، نشہ آور اشیاء کے استعمال اور فحش لٹریچر کی اشاعت کی روک تھام۔

دستور کے تحفظ کی ضمانت جناب ذوالفقار علی بھٹو نے 1973ء کا آئین بناتے ہوئے مارشل لاء کے نفاذ کے خطرے کو روکنے کی کوشش کی چنانچہ دستور کی دفعہ 6 کے تحت اس کو کالعدم قرار دینا سنگین جرم اور ملک و قوم سے غداری (High Treason) قرار دیا گیا اور اس کے مرتکب کو سخت ترین سزا دی جا سکتی تھی اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ جنرل ضیاء نے مارشل لاء لگایا تو انہوں نے دستور کو کالعدم کرنے کی بجائے صرف معطل کیا اور 1985ء میں بعض ترامیم کے ساتھ بحال کر دیا۔ پرویز مشرف نے بھی بے شمار ترامیم کیں لیکن دستوری ڈھانچہ کو بحال رکھا۔ اٹھارہویں ترمیم میں دستور کو معطل کرنے کو بھی غداری قرار دیا گیا ہے۔

قادیانیت کے بارے میں واضح فیصلہ دستور میں دوسری ترمیم کے ذریعے مسلمان کی واضح تعریف دستور میں شامل کی گئی اور قادیانی جماعت اور لاہوری مرزائی گروپ کی اقلیت قرار دے دیا گیا چنانچہ صدر مملکت اور وزیراعظم کو صرف مسلمان ہونے کا حلف ہی نہیں لینا ہوتا بلکہ اس بات کا بھی اعلان کرنا ہوتا ہے کہ وہ حضور ﷺ کو آخری نبی مانتے ہیں اس لحاظ سے یہ دستور دوسرے دساتیر سے زیادہ اسلامی ہے۔

خصوصی عدالتوں کی گنجائش ضیاء دور کی ترامیم میں سے ایک اہم ترمیم سنگین جرائم کی سماعت کے لئے خصوصی عدالتوں کے قیام کی گنجائش بھی تھی۔ اس کو مارشل لاء کی باقیات شمار کیا جاتا ہے لیکن اس طرح کے اختیارات بھٹو حکومت نے بھی حاصل کئے تھے۔ جب انہوں نے نیپ کے لیڈروں پر مقدمات چلانے کے لئے خصوصی ٹریبونل قائم کرنے کے